فتوی نمبر: 22

صفات باری تعالیٰ کے متعلق ہمارا عقیدہ اور امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا تجزیہ

www.seerat.net

سوال: 22 اللہ تعالیٰ کی تمام صفات متشابہات میں سے ہیں؟

جواب: اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے مطابق ایک فتویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ (۱) حیات (۲) قدرت (۳) علم (۴) کلام (۵) سمع (۶) بصر (۷) ارادہ، اور (۸) تکوین، یہ تمام صفات علیّہ محکمات میں سے ہیں متشابہات میں سے نہیں اور ان کے علاوہ جو صفات باری تعالیٰ ہیں وہ متشابہات میں سے ہیں۔ چنانچہ علامہ فضل اللہ شہاب الدین ابو عبد اللہ بن حسن تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

یکی درآنچہ واضحات است چون علم وقدرت وکلام حق آنست کہ البتہ درآن تاویل جائز ندارند۔[1]

اللہ تعالیٰ کی صفات کی ایک قسم تو وہ ہے جو کہ بالکل واضح ہے جیسے صفتِ علم یا صفتِ قدرت یا صفتِ کلام، صحیح بات یہ ہے کہ ان صفات کی تاویل کرنا جائز

---

(1) المعتمد في المعتقد معروف بہ رسالہ توربشتي، فصل ششم در مراتب صفات واقسام مشکلات ومتشابهات، ص: 28

www.seerat.net

فتوی نمبر: 22

نہیں ہے۔

اور دوسرا مسلک وہ ہے جو امام الہند حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاہکار تصنیف "حجۃ اللہ البالغۃ" میں تحریر فرمایا ہے ان کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات متشابہات میں سے ہیں اور انسان کی رائے اور عقل کو اس میدان میں کچھ دخل حاصل نہیں ہے مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سمع یا بصر کو لے لیں تو سمع یا بصر بظاہر محکمات اور صفات ثابتہ میں سے ہیں اور ان کی تاویل کرنا بھی درست نہیں ہے لیکن جب ہم ان صفات پر مزید غور کرتے ہیں تو بصر یا دیکھنا، آنکھ کا تقاضا کرتا ہے اور سمع یعنی سننا، کان کو چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی آنکھ یا کان کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ صفاتِ عالیہ ہیں جو متشابہات میں سے ہیں اس لیے تمام صفات جنہیں ہم محکمات میں شمار کرتے ہیں بالآخر متشابہات ہی بن جاتی ہیں اس لیے بہتر یہی ہے کہ صفاتِ باری تعالیٰ پر دلالت کرنے والے سبھی الفاظ متشابہات میں شمار کیے جائیں اور ان سب پر ایک ہی حکم لگایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات متشابہات میں سے ہیں اور ہر ایک کو یا تو بغیر تاویل کے مان لیا جائے اور یا پھر سب کی وہ مناسب تاویل کی جائے جو اُمت کے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہے۔

أقول لافرق بين السمع والبصر والقدرة والضحك والكلام والاستواء فإن المفهوم عند أهل اللسان من كل ذلك غير ما يليق بجناب القدس،

فتوی نمبر: 22

وهل في الضحك استحالة إلا من جهة أنه يستدعي الفم، وكذلك الكلام؟ وهل في البطش والنّزول استحالة إلا من جهة أنهما يستدعيان اليد والرجل؟ وكذلك السمع والبصر يستدعيان الأذن والعين، والله أعلم.[1]

ان دونوں اقوال میں نزاع محض لفظی معلوم ہوتا ہے، علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا مطلب یہ ہے کہ صفات ثابتہ محکمہ کے الفاظ چونکہ بظاہر صاف واضح اور قابل فہم ہیں اس لیے ان میں تاویل کرنا درست نہ ہوگا حالانکہ غور کیا جائے تو پھر وہی صورتحال سامنے آتی ہے جو کہ حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی ہے اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ خیال ہے کہ بظاہر یہ صفات ثابتہ سمع، بصر، بطش، نزول وغیرہ سمجھ میں آتے ہیں لیکن ذرا گہرائی سے ان صفات پر غور کیا جائے تو یہ صفات بھی بالآخر متشابہات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سب کا حکم ایک ہی ہے اس لیے بظاہر یہ نزاع لفظی معلوم ہوتا ہے اپنے اپنے مقام پر دونوں قول درست ہیں اور ان دنوں اقوال کے قائلین اکابرین رحمۃ اللہ علیہم اہل السنۃ والجماعۃ کثر اللہ سوادھم کے آئمہ میں سے ہیں اس لیے جس شخص کا بھی عقیدہ ان دونوں اقوال میں سے کسی بھی ایک قول کے مطابق ہوگا وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے مطابق ہی ہوگا۔ واللہ تعالی أعلم.

(1) حجة الله البالغة، المبحث الخامس، باب: الإيمان بصفات الله تعالى، ج: ١، ص: ١٩١

فتوی نمبر: 22

جس عقیدے پر دونوں گروہوں کا اتفاق اور جو عقیدہ ہر مسلمان مرد وعورت کا ہونا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں اپنی تمام مخلوق سے بالکل پاک ہے، اس کی کل مخلوق جن وانس، ملائکہ، ارواح، چرند وپرند، زمان ومکان، تمام زبانیں اور کل کائنات اور جو کچھ کہ اس میں ہے وہ سب کی سب اس کی مخلوق ہیں اور وہ پاک ذات اپنی مخلوق کی مشابہت، جسمانیت، سمتوں، زمان ومکان اور حدود وقیود سے قطعاً منزہ اور مبرا ہے۔ واللہ تعالی أعلم.